© rasailojaraid.com

خورشید احمد ندیم

ڈاکٹر حسن ترابی رخصت ہوئے

ڈاکٹر حسن ترابی دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہ حسن ترابی کون تھے؟

2001ء میں امریکہ سے ایک کتاب شائع ہوئی: 'معاصر اسلام کے صورت گر'(Makers of Contemporary Islam)۔اس کتاب میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جن کی تفہیم دین نے دورِ حاضر کی مسلم فکر کو سب سے زیادہ متاثر کیا اور جنہوں نے عصری اسلوب میں اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ حسن ترابی ان ہی میں سے ایک تھے۔ دورِ حاضر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور سید قطب جیسے اہل فکر کے زیر اثر جو اسلامی تحریکیں برپا ہوئیں، انہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں پر غیر معمولی اثرات مرتب کیے۔ چونکہ ان شخصیات نے برصغیر اور مشرقِ وسطیٰ میں جنم لیا، اس لیے، ان تحریکوں کے سب سے زیادہ اثرات بھی یہیں محسوس کیے گئے۔ یہ تحریکیں اگرچہ اسلام کے سیاسی غلبے کے لیے برپا ہوئیں، لیکن ابتدائی عہد میں ان کا پیغام ہمہ جہتی تھا۔ اسلام کا فکری وعلمی احیا بھی ان کے مقاصد میں شامل تھا۔ مولانا مودودی کے الفاظ میں 'تجدید واحیائے دین'۔

ڈاکٹر حسن ترابی سوڈان کے وہ صاحبِ علم تھے جو اس فکر سے متاثر ہوئے۔ وہ ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ لندن اور فرانس کے جدید تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کی۔ پی ایچ ڈی فرانس سے کیا۔ فرنچ، جرمن، انگریزی کے ماہر تھے۔ عربی تو ان کی اپنی زبان تھی۔ قانون ان کا شعبہ تھا۔ اسلامی قانون اور فقہ کی روایت پر گہری نظر رکھتے تھے۔ سوڈان کی سیاست میں بہت متحرک رہے۔ نمیری کی حکومت میں اٹارنی جنرل تھے۔ عمر البشیر کے عہد اقتدار میں اسمبلی کے سپیکر رہے اور وزیر خارجہ بھی۔ سوڈان کے آئین کی اسلامی تشکیل ان کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ اس کی ابتدا میں پاکستان کے آئین کی بنیاد، قراردادِ مقاصد کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے۔

وہ سوڈان کے واحد رہنما تھے جنہوں نے اس مطالبے کی حمایت کی کہ جنوبی سوڈان میں مبینہ جنگی جرائم کے جرم میں، عمر البشیر کو انصاف کی بین الاقوامی عدالت کے سامنے پیش ہونا چاہیے۔ فوجی آمر عمر البشیر نے اقتدار پر قبضہ کیا تو اسے انقلاب کہا گیا جس کے فکری قائد حسن ترابی تھے۔ پھر وہ وقت آیا کہ اسی اقتدار کے ہاتھوں جیل بھیج دیے گئے اور اذیتیں اٹھائیں۔ اس قلب ماہیت پر ان کا تبصرہ بڑا بلیغ تھا: ''یہ تو سن رکھا تھا کہ انقلاب اپنے بچوں کو کھا جاتا ہے۔ یہ پہلی دفعہ دیکھا کہ انقلاب اپنے باپ کو کھا گیا۔'' تاہم بعد میں تعلقات کچھ بہتر ہوئے۔ انہوں نے عمر البشیر کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انتخاب کو دھاندلی زدہ قرار دیا، لیکن سیاسی تسلسل کے لیے نتائج کو تسلیم کیا۔ سنیچر کی صبح انہیں دل کا دورہ پڑا اور شام ان کا انتقال ہو گیا۔ عمر البشیر عیادت کے لیے دو دفعہ ہسپتال گئے۔

اسلامی تحریکیں، وقت گزرنے کے ساتھ سیاسی تبدیلی کے لیے یک سو ہو گئیں۔ یوں وہ روایتی سیاسی جماعتوں میں تبدیل ہو گئیں۔ تجدید دین اب ایک قصہ پارینہ تھا۔ تاہم ان تحریکوں کی ابتدائی نسل میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوئے جنھوں نے اس سبق کو فراموش نہیں کیا، جیسے یوسف القرضاوی، محمد الغزالی، راشد الغنوشی، خرم مراد اور محمد قطب۔ ان میں حسن ترابی بھی تھے۔ اب میں سے کچھ وہ تھے جنھوں نے سیاسی جدوجہد سے علیحدگی اختیار کر لی اور خود کو علمی کام کے لیے خاص کر لیا، جیسے مصر کے محمد الغزالی۔ کچھ وہ تھے جنھوں نے سیاسی میدان میں متحرک رہنے کے ساتھ ساتھ، تجدید و احیائے دین کی اہمیت کو بھی سمجھا اور علمی میدان میں بھی بروئے کار آئے، جیسے تونس کے راشد الغنوشی اور سوڈان کے حسن الترابی۔

ڈاکٹر حسن ترابی ان افراد میں نمایاں تر ہیں۔ ان کے اجتہادات تو ایسے تھے کہ اسلامی تحریکیں ان کا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار نہیں۔ ترابی اگرچہ بنیادی طور پر اُسی فکر کے علم بردار تھے جسے اس دور میں 'سیاسی اسلام' سے تعبیر کیا جاتا ہے مگر اس میں وہ روحِ عصر کو نظر انداز کرنے کے قائل نہیں تھے۔ سید قطب کے ہاں تو جو مسلمان حکمران اسلام کی سیاسی حکمرانی نہیں مانتے، وہ 'طاغوت' ہیں اور ان کے خلاف اُٹھنا لازم ہے۔ حسن ترابی اس کے قائل نہیں تھے۔ وہ موجود نظام کو قبول کرتے ہوئے، اس میں راستہ بنانے کو درست سمجھتے تھے۔ اگرچہ انہوں نے سوڈان میں اسامہ بن لادن، ایمن الظواہری اور اس نقطہ نظر کے لوگوں کو مدعو بھی کیا لیکن وہ خود جمہوری جدوجہد کو درست سمجھتے تھے۔

خواتین کے بارے میں ان کے خیالات غیر معمولی ندرت لیے ہوئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں سیاسی و سماجی معاملات میں ایک متحرک کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس موضوع پر انہوں نے ایک کتاب لکھی اور بہت سے مضامین بھی۔ وہ خواتین کے پردے کے لیے حجاب کی اصطلاح کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک حجاب گھروں میں لٹکائے جانے والے پردے کو کہتے ہیں۔ اس کے لیے درست لفظ 'خمار' ہے۔ یہ ایک باوقار اور مہذب لباس ہے جو مسلم خاتون کو پہننا چاہیے۔ حسن ترابی غیر مسلم مرد کے ساتھ مسلمان عورت کے نکاح کو بھی جائز سمجھتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ قرآن مجید میں کہیں اس کی ممانعت نہیں آئی۔ وہ خواتین کی آدھی گواہی کے تصور کو بھی دین کی درست تفہیم نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ قرآن مجید میں قرض کی دستاویز کے حوالے سے اس کا ذکر ہوا ہے، گواہی کے عمومی قانون کے حوالے سے نہیں۔ یہ عدالت کی صواب دید ہے کہ وہ کس کی گواہی قبول کرتی ہے اور کس کی رد۔ اس کا تعلق صنف سے نہیں، گواہی کے معتبر ہونے سے ہے۔ ایک مرد کی گواہی رد اور عورت کی قبول کی جا سکتی ہے۔ وہ مردوں کے لیے خواتین کی امامت کو بھی جائز سمجھتے تھے۔

حسن ترابی سیدنا مسیح علیہ السلام کے نزولِ ثانی کے بھی قائل نہیں تھے۔ وہ اس کے لیے قرآن مجید سے استدلال کرتے تھے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ قرآن مجید میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بارے میں سیدنا مسیح کی پیش گوئی کا ذکر ہے۔ قرآن نے سیدنا مسیح کا یہ قول نقل کیا ہے کہ 'میرے بعد ایک رسول آئیں گے جن کا نام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

احمد ہوگا۔''میرے بعد'' سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح سے پہلے نہیں، بعد میں تشریف لائیں گے۔اسی طرح قرآن مجید سیدنا محمد کو آخری نبی کہتا ہے۔اس لیے قرآن مجید سے ان کی آمد ثانی کا عقیدہ ثابت نہیں۔ جب ان سے بعض روایات کا ذکر کیا گیا جن میں سیدنا مسیح کی دوبارہ آمد کا ذکر ہے تو اس کے جواب میں ان کا کہنا تھا: ''حدیث قرآن کی ناسخ نہیں ہوسکتی۔''وہ مرتد کے لیے موت کی سزا کے بھی قائل نہیں تھے۔

ڈاکٹر حسن ترابی کے ان نظریات کا ذکر ان کے ایک انٹرویو میں یک جا ہے جو 'الشرق الاوسط' میں 24 اپریل 2006ء کو شائع ہوا۔یہ انٹرویو اخبار کی ویب سائٹ پر محفوظ ہے۔اس کالم میں ان نظریات کی تصدیق یا تردید مقصود ومطلوب نہیں،صرف یہ واضح کرنا ہے کہ مرحوم کے ہاں غور وفکر کا عمل کس نہج پر آگے بڑھ رہا تھا۔اس سے یہ بھی معلوم ہو تا ہے کہ اسلامی تحریکوں کے عمومی رویے کے برخلاف، وہ سیاسی جدوجہد کے ساتھ فکری ارتقا کے عمل سے بھی گزر رہے تھے جس کے بغیر تجدید واحیائے دین کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ڈاکٹر صاحب اس پر بھی پوری طرح واضح تھے کہ قدیم فقہی ذخیرہ دورِ جدید میں مسلم سماج کے کام نہیں آ سکتا۔ہمیں قرآن وسنت پر براہ راست غور کرتے ہوئے، ان کی نئی تعبیر کرنی ہے۔وہ معاشرتی روایات کو دین کے الہامی ماخذ سے جدا کر کے دیکھتے تھے۔

آج حسن ترابی اس دنیا میں نہیں۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ معاصر اسلام کے صورت گروں میں بہت نمایاں تھے۔اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول کرے اور ان کی فروگزاشتوں کو معاف کرے۔آمین۔

(بشکریہ روزنامہ دنیا)

ڈاکٹر نذیر احمد قتل کیس

(عدالتی ریکارڈ کی روشنی میں مقدمے کی مکمل تفصیلات)

اردو ترتیب: چودھری محمد یوسف ایڈووکیٹ

[صفحات: ۲۷۷۔ قیمت: ۲۵۰ روپے]

ناشر: اخوان پبلی کیشنز، ۱۔جہانگیر کالونی، کھوکھر کی گوجرانوالہ (0331-4602624)

(مکتبہ امام اہل سنت پر دستیاب ہے)

© rasailojaraid.com